سوال

(292)غائبانہ نمازِجنازہ صحابہ سے ثابت ہے یانہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قال الحافظ فی الفتح 188/3 : ''ومن الاعتذارات أیضا، أن ذلک خاص بالنجاشی، اِلی قولہ .... واستند،،

(1) معاویہ لیثی کے قصہ کوصحابہ کے تراجم کے سلسلہ میں حافظ نے کس کتاب میں بیان کیا ہے اوروہ کیا ہے؟

(2) نیزجنازہ غائبانہ صحابہ سے بھی پڑھناثابت ہے یانہیں؟

(3) چندمثالیں ایسی تحریرفرمائیں جس سے پتہ چلے کہ کسی کام کوایک مرتبہ حضورکے کرنے سے آپ کے ساتھ اس کی تخصیص کاحکم نہیں لگایاجاسکتا،شریعت میں ایسے امورہیں کہ حضورنے ایک دفعہ صرف اس پرعمل کیا،مگروہ مسلمانوں میں معمول بہا ہیں۔حافظ نے احتمال تخصیص کواٹھانے کےلیے جوباتیں بیان کی ہیں ان کے علاوہ کوئی اورٹھوس چیزیاحوالے پیش ہونے چاہیں جس سے احناف کومجال انکاروانحراف نہ ہو۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معاویہ بن معاویہ المزنی ۔ معاویہ بن معاویہ اللیثی ۔ معاویہ بن مقرن المزنی کے قصہ کوحافظ نے الاِصابۃ فی تمیز الصحابۃ 436/3میں ذکرفرمایا ہے۔چنانچہ معاویہ بن معایہ المزنی کے ترجمہ میں لکھتےہیں : ''وردت قصتہ من حدیث أبی أمامۃ وأنس مسندہ ، ومن طریق سعید بن المسیب والحسن البصری مرسلۃ، فأخرج الطبرانی ومحمد بن أیوب بن الضریس فی فضائل القرآن وسمویہ فی فوائدہ ، وابن مندہ والبیہقی فی الدلائل ، کلھم من طریق محبوب بن ہلال عن عطاء بن میمونۃ عن انس بن مالک ، قال : نزل جبریل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال : یا محمدمات معاویۃ بن معاویۃ المزنی الخ (قال) : ومحبوب ، قال أبوحاتم : لیس بالمشہور، وذکرہ ابن حبان فی الثقات ، وأخرجہ ابن سنجر فی مسندہ ، وابن الأعرابی وابن عبدالبر ، ورویناہ بعلوفی فوائد حاجب الطوسی، کلھم من طریق یزید بن ہارون ، انبأنا العلاء ابو محمد الثقفی سمعت أنس بن مالک یقول : غزونا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ تبوک الخ (قال) : والعلاء أبو محمد ہوابن زید الثقفی واہ ، وأخطأفی قولہ اللیثی ، ولہ طریق ثالثۃ عن أنس ، ذکرہا ابن مندہ من روایۃ ابی عتاب فی الدلائل ، عن یحی بن أبی محمد عنہ ، قال : ورواہ نوح بن عمرو عن بقیۃ عن محمد بن زیادۃ عن أبی أمامۃ نحوہ ، (قال الحافظ) : وأخرجہ أبوأحمد الحاکم فی فوائد ، والطبرانی فی مسند الشامیین ، والخلال فی فضائل قل ہواللہ أحد ، وابن عبدالبر جمیعا من طریق نوح فذکرہ نحوہ ، وقال ابن حبان فی ترجمۃ العلاء الثقفی من الضعفاء بعدأن ذکرلہ ہذا الحدیث : سرقۃ شیخ من أہل الشام ، فرواہ عن بقیۃ فذکرہ ، (قال الحافظ) : فما أدری عنی نوحا أوغیرہ ، فإنہ لم یذکر نوحافی الضعفاء ، وأما طریق سعید بن المسیت المرسلۃ ، فرویناہا فی فضائل القرآن لابن الضریس ، من طریق علی بن یزید بن جدعان عنہ ، وأما طریق الحسن البصری ، فأخرجہا البغوی وابن مندہ من طریق صدقۃ بن

أبي سهل، عن يونس بن عبيد عن الحسن عن معاوية بن معاوية المزني، أن رسول الله صلى الله عليه سلم كان غازيا بتبوك، فذكر الحديث، وهذا مرسل، وليس المراد بقوله ''عن،، أداة الرواية، فإنما تقدير الكلام، ان الحسن أخبر عن قصة المزني.،، انتهى.

یہ تمام روایتیں اس امر کے بیان میں متفق ہیں: ''رفع له سريره حتى نظر إليه،، اسی لیے میں نے متن حدیث نہیں ذکر کیا۔ صرف طرق اور سند سے متعلق عبارات ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، اس لیے کے بعد میں حافظ نے یہ لکھا ہے: ''قال ابن عبدالبر: اسانيد هذا الحديث ليست بالقوية، ولوأنها في الأحكام لم يكن في شي منها حجة، ومعاوية بن مقرن المزني معروف، هو وأخوته وأما معاوية بن معاوية فلاأعرف،، انتهى قال الحافظ: ''قد يحتج به من يجيز الصلاة على الغائب، ويدفعه ماورد أنه رفعت الحجب حتى شهد جنازته، فهذا يتعلق بالأحكام،، انتهى (فتح 3/436).

(2)اور حافظ نے فتح الباری (3 188) میں لکھا ہے: ''وقد ذكرت في ترجمته (أي ترجمة معاوية بن معاوية المزني) في الصحابة، أن خبره قوي بالنظر إلى مجموع طرقه،، لیکن انہوں نے اصابہ میں تو اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ شاید صحابہ سے متعلق کسی اور تصنیف میں ذکر کیا ہو۔

(3) جنازہ غائبانہ پڑھنا کسی صحابی سے منقول نہیں ہے۔ اسی بناء پر مولوی شاہ انور مرحوم لکھتے ہیں: ''إن كثيرا من المسلمين ماتوا في دار غربة في عهده صلى الله عليه وسلم، فناسب أن تختم بعهد النبي صلى الله عليه وسلم سيما إذا لم يجز عليها توارث الأمة ،، اس کا جواب ظاہر ہے۔ صحابہ سے صراحتہً اور نصاً منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا۔

عدم نقل عدم وقوع کو مستلزم نہیں ہے۔

حنفیہ اس کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص کہتے ہیں اور آپ کے بعد ناجائز، لیکن کسی ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ وہ اس کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہوں اور آپ ﷺ کے بعد ناجائز کہتے ہوں۔ صحابہ سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس کی خصوصیت کا منقول نہ ہونا، دلیل ہے اس بات کی کہ وہ بھی اس کے قائل تھے۔

حافظ نے اس کو جمہور سلف کا مذہب بتایا ہے جس میں صحابہ تابعین واتباع تابعین بھی داخل ہیں۔ جت تمام حنابلہ وشوافع اس کی مشروعیت کے قائل ہیں: اور امام شافعی نے باقاعدہ اس پر دلیل پش کی ہے تو عدم جریان توارث کا دعویٰ غلط اور باطل ہے۔

(1) حنفیہ کے سب سے بڑی دلیل خصوصیت کی یہ ہے: ''لم يصل على غائب غير النجاشي، وقدمات من الصحابة خلق كثير وهم غائبون عنه، وسمع بهم، فلم يصل عليهم إلا غائبا واحدا، روى أنه طويت له الأرض حتى حضره، وهو معاوية بن معاوية المزني،، (نصب الرايه 9283/2).

نجاشی اور معاویہ کے علاوہ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب پر جنازہ غائبانہ پڑھنا منقول ہے۔ چنانچہ ان دونوں کا واقعہ واقدی نے کتاب المغازی میں بسند مرسل روایت کیا ہے (نصب الرایہ 2 283) ان چار کے علاوہ کسی اور صحابی پر جنازہ غائبانہ پڑھنا مروی نہیں ہے۔ لیکن عدم ذکر، عدم وقوع کو مستلزم نہیں۔ ان چاروں کا ذکر اس واسطے مقبول ہے کہ ان کے واقعات اہم اور دوسروں سے ممتاز تھے اور ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اہم کو ذکر کیا جاتا ہے اور غیر اہم کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

دوسری دلیل خصوصیت کی: رفع حجاب وکشف سریر والی روایت ہے، لیکن یہ کسی معتبر سند سے ثابت نہیں اور محض احتمال سے سنت رفع یا خاص نہیں ہو سکتی اور اگر ثابت ہو بھی تو یہ روایت مأول ہے کما ذکر شیخنا فی شرح الترمذی 2/145 فارجع الیہ

و نیز اگر کشف ورفع حجاب ہوا بھی تھا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے حبشہ میں اس کی نعش دیکھتے ہوئے جنازہ ادا فرمایا۔ اس میں صورت میں بہت دور سے جنازہ پڑھنا لازم آئے گا اور عند الحنفية لايجوز الصلوة على الميت مع البعد وإن رأى.

تیسری دلیل خصوصیت کی: یہ ہے: ''لم يكن بالحبشة من يصلي عليه، فتعينت الصلوة عله، وبهذا أخرج ابوداء دوا الخطابي والمحق المقبلي وابن تيمية،،.

حافظ نے اس کا جواب : ''ہذا محتمل الاأنثی لم أقف فی ،، الخ (3/188) کرکی دیا ہے ۔ زرقانی مالکی بطور تعقب کہتے ہیں : ''وہو مشترک الإلزام ، فلم یروفی شیَ من الأخبار أنه صلی علیه أحد فی بلده ، کما جزم به ابوداوٗد و محله فی اتساع الحفظ معلوم ،، انتہی کلام الزرقانی مختصرا (959/2.

جواب الجواب بھی سن لیجئے : قال ابن قدامة : ''قلنا : لیس ہذا مذہبکم ، فإنکم لا تجیزون الصلوة علی الغریق ولا الأسیر و من مات بالبوادی ، وإن کان لم یصل علیه .... ولأن ہذا بعید ، لأن النجاشی ملک الحبشة ، وقد اسلم وأظہر اسلامه ، فیبعد أن یکون لم یوافقه أحد علیه ،، (المغنی 443/3).

و نیز اصل وجود صلوۃ جنازہ علی المسلم ہے اور اصل پر دلیل پش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ محتاج دلیل وہ امر ہے جو خلاف اصل ہو۔

چوتھی دلیل خصوصیت کی : ارادہ اشاعت موت نجاشی علی الاسلام واستئلاف قلوب ملوک مسلمین ہے ۔ لیکن یہ محض ابداء حکمت ہے جو تخصیص کی دلیل نہیں بن سکتی لإن الخصوصیة لا تثبت إلا بدلیل ، والأصل عدم الخصوصیة اصل باب یہ ہے کہ اصولی حیثیت سے آپ کا وہ فعل جو کسی قول کا بیان نہ ہو، بلکہ آپ نے اس کو ابتداء کیا ہو اور آپ کے حق میں اس کا مندوب یا مباح ہونا واجب ہونا معلوم ہو، تو وقتیکہ آپ کے ساتھ خاص ہونے کی دلیل نہ پائی جائے ، آپ ﷺ کی امت اس فعل میں آپ کی طرح ہے ، یعنی : وہ فعل آپ کی امت کے حق میں بھی واجب یا مندوب یا مباح ہے ، اور اگر آپ کے حق میں اس فعل کی نوعیت و صفت معلوم نہ ہو، لیکن یہ معلوم ہو کہ آپ نے اس کو بقصد قربت وطاعت انجام دیا ہے ، تو اس میں حق یہ ہے کہ امت کے حق میں یہ فعل مندوب ہے ۔ -(اور اگر قصد قربت ظاہر نہ ہو تب بھی ہمارے حق میں وہ مندوب ہی ہے)۔

قال الشوکانی فی إرشاد الفحول ص : 43 : ''وَإنْ لَمْ یَکُنْ کَذٰلِکَ (أی فعله المجرد لم یروبیانا) ، بَلْ وَرَدَ ابتِدَاءً ، فَإنْ عُلِمَتْ صِفَتُهُ فِی حَقِّهِ مِنْ وُجُوبٍ أَوْنَدْبٍ أَوْإبَاحَةٍفَاخْتَلَفُوافِی ذٰلِکَ عَلَی أَقْوَالٍ :

الأَوَّلُ : أَنَّ أُمَّتَهُ مِثْلُهُ فِی ذٰلِکَ الْفِعْلِ ، إلَّاأن یدل دلیل علی اخْتِصَاصِهُ " بِه "*وَہٰذَا ہُوَالْحَقُّ تم ذکر الاقوال الاخر ، ثم قال :

وَإنْ لَمْ تُعْلَمْ صِفَتُهُ فِی حَقِّهِ ، وظہر فیه قصد القربة فاختلفوا فیه عَلَی أَقْوَالٍ آخرہا بالوقف ، وقال بعد ذکرہ : وَعِنْدِي أَنَّهُ لَا مَعْنًی لِلْوَقْفِ فِی الْفِعْلِ الَّذِي قَدْ ظَہَرَ فِیه قُصْدُ الْقُرْبَةِ ، فَإنَّ قَصْدَ الْقُرْبَةِیُخْرِجُهُ عَنِ الْإبَاحَةِإلَی مَا فَوْقَہَا ، وَالْمُتَیَقَّنُ مِمَّا ہُوَفَوْقَہَا النَّدْبُ ،، وَأَمَّا إذَالَمْ یَظْہَرْ فِیه قَصْدُ الْقُرْبَةِ ، بَلْ کَانَ مُجَرَّدًا مُطْلَقًا فَقَدِ اخْتَلَفُوا فِیه بِالنِّسْبَةِ إلَیْنَا عَلَی أَقْوَالٍ :

الْقَوْلُ الثَّانِی : أَنَّهُ مَنْدُوبٌ

قَالَ الزَّرْکَشِیُّ فِی "الْبَحْرِ" : وَہُوَقَوْلُ أَکْثَرِ الْحَنَفِیَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَنَقَلَهُ الْقَاضِی وَابْنُ الصَّبَّاغِ عَنِ الصَّیْرَفِیِّ وَالْقَفَّالِ الْکَبِیرِ ، قَالَ الرُّویَانِیُّ 5 : ہُوَقَوْلُ الْأَکْثَرِینَ وَقَالَ ابْنُ الْقُشَیْرِيِّ : فِی کَلَامِ الشَّافِعِیِّ مَا یَدُلُّ عَلَیْهِ ،،.

وقال الشوکانی : ہُوَالْحَقُّ ؛ لِأَنَّ فِعْلَهُ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَإنْ لَمْ یَظْہَرْ فِیه قَصْدُ الْقُرْبَةِ فَہُوَلَابُدَّ أَنْ یَکُونَ لِقُرْبَةٍ ، وَأَقَلُّ مَا یُتَقَرَّبُ بِهِ ہُوَالْمَنْدُوبُ ، وَلَادَلِیلَ یَدُلُّ عَلَی زِیَادَةٍ عَلَی النَّدْبِ ، فَوَجَبَ الْقَوْلُ بِهِ وَلَایَجُوزُالْقَوْلُ بِأَنَّهُ یُفِیدُ الْإبَاحَةَفَإنَّ الإبَاحَةَالشَّیْءِ بِمَعْنَی اسْتِوَاءِ طَرَفَیْهِ مَوْجُودَةٌ قَبْلَ وُرُودِ الشَّرْعِ بِهِ فَالْقَوْلُ بِہَا إہْمَالٌ لِلْفِعْلِ الصَّادِرِ منه صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، فَہُوَتَفْرِیطٌ کَمَا أَنَّ حَمْلَ فِعْلِهِ المجرد علی الوجوب إفراط الحق بین المقصر والغالی ،، انتہی

حنفیہ مجبور ہیں کہ صلوۃ علی النجاشی ی آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص مانیں ۔ کیونکہ ''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة ،، (الاعراف : 21) اور ''ماأرسلنا من رسول إلا لیطاع ،، (النساء : 24) وغیرہ آیات کے ذریعہ جمیع افعال نبویہ وغیرہ مخصوصہ میں اتباع واقتداء کا امر ثابت ہے ، اور جنازہ غائبانہ بھی جنازہ علی الحاضر کی طرح فعل قربت ہے ۔ اس لیے اس کی مشروعیت سے انکار نہیں ہوسکتا فحملوہ علی الاختصاص به علیه السلام من غیر دلیل معتبر.

تعجب ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس اس فعل سے کہیں منع نہیں فرمایا ۔ اور آپ ﷺ کا یہ فعل کسی امر یا نہی یا دوسرے فعل کے معارض نہیں ہے ، صرف تکرار یا کثرت منقول نہیں ہے ، تو بلا دلیل وبلا ثبوت کشف ورفع سریر والی حدیث کے اس کو خصوصیت پر محمول کرنے کی کیا ضرورت پش آئی ۔ و نیز صلوۃ جنازہ جب محض دعا ہے اسی لیے تو وہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں الا من حیث الدعاء تو پھر غائب کے حق میں دعا کرنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے ؟

(1) صلوۃ استسقاء باجماعت امام ابوحنیفہ کے نزدیک سنت تو نہیں مگر جائز اور مباح ضرور ہے ۔ حالانکہ آپ سے صرف ایک دفعہ ثابت ہے اور صاحبین کے نزدیک تو سنت ہے ۔

(2) نکاح بحالت احرام عندالحنفیہ جائز ہے حالانکہ صرف ایک دفعہ آپ نے یہ فعل کیا ہے ، اور یہ مناسک حج سے بھی نہیں کہ '' حذوا عنی مناسککم ،، میں داخل ہو، بلکہ اس کے ساتھ دوسری مرفوع حدیث میں منع بھی ثابت ہے ۔

(3) حج کے موقع پر حلق راس کے بعد صرف ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے بال تقسیم فرمائے ۔ اور کوئی دوسری نظیر نہیں پیش کی جاسکتی ، پس اس فعل بامر تقسیم سے آپ کے بعد امت کے کٹے ہوئے بال کی طہارت پر استدلا صحیح نہیں ہونا چاہیے خصوصا جبکہ آپ کے فضلات عندالاحناف والشوافع وغیرھم طاہر ہیں ۔

(4) مرض الموت میں صرف ایک دفعہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور آپ کے پیچھے صحابہ نے کھڑے ہو کر ادا کی ، باوجود اس کے کہ یہ فعل : '' إذا صلی جالسا فصلوا جلوسا ،، (البخاری کتاب الأذان باب إنما جعل الامام لیؤتم بہ 1/168 مسلم کتاب الصلاۃ باب الائتمام الماموم بالامام (414)1/308) . کے خلاف ہے ، اور مالکیہ اس کو بوجہ اپنے مذہب کے مخالف ہونے کے آپ کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں ، لیکن حنفیہ اور شافعیہ اس کو حدیث مذکور قولی کا ناسخ مانتے ہیں بلکہ قادر علی القیام کا امام قاعد کے پیچھے کھڑا ہونا واجب قرار دیتے ہیں ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1 ۔ کتاب الجنائز

صفحہ نمبر 453

محدث فتویٰ